

ادھار لیکر پابند ہونا

Altaf Ahmad <noble5465@gmail.com>

11 December 2013 16:29

To: Darul ifta Darul uloom <daruliftadarululoom@gmail.com>

ہمارے علاقے میں جب زمیندار کسی آڑھتی سے بیچ ادھار لیتا ہے تو وہ اخلاقی طور پر اس بات کا پابند سمجھا جاتا ہے کہ اپنی پیداوار اور غلہ بیچنے کے لیے اسی آڑھتی کے پاس آئے۔ بعض آڑھتی اسے کہہ بھی دیتے ہیں کہ خود بھی ہمارے پاس آنا اور دوسروں کو بھی لانا۔ ویسے بھی آڑھتی حضرات ادھار صرف اسی کو دیتے ہیں جس کے بارے میں سو فیصد یقین ہو کہ وہ اپنا غلہ انہیں کے پاس لائے گا۔ اگر زمیندار اپنا غلہ کسی اور آڑھتی کے پاس لے جائے اور ادھار دینے والے آڑھتی کو پتہ چلا کہ زمیندار غلہ دوسرے آڑھتی کے پاس لے گیا ہے تو وہ دوسرے آڑھتی کے نام پر چلی لکھ کر بھیجتا ہے کہ فلاں زمیندار نے میرے اتنے اتنے پیسے دینے ہیں۔ زمیندار کو بھی دوسرے آڑھتی کے سامنے کیا جاتا ہے اور زمیندار اقرار کرتا ہے کہ ہاں میں نے اس کے اتنے اتنے پیسے دینے ہیں۔ دوسرا آڑھتی زمیندار کے بل میں سے ادھار رقم نکال کر پہلے آڑھتی کو دے دے گا اور باقی رقم زمیندار کے حوالے کرے گا۔ اگر زمیندار کہے کہ میں نے ابھی نہیں دینے تو پھر پہلے آڑھتی کی مرضی پر موقوف ہو گا اگر اس نے رعایت دے دی تو ٹھیک ورنہ دوسرا آڑھتی ہر حال میں پہلے آڑھتی کی رقم زمیندار کے بل سے کاٹ لے گا۔

ایسا نہیں ہوتا کہ ادھار دینے والے آڑھتی دوسرے آڑھتی سے اس مال کا کمیشن وصول کریں جو مال زمیندار (مدیون) نے اُسے فروخت کیا ہے۔ سوال یہ ہے کہ

۱۔ کیا زمیندار کو اخلاقی طور پر اس بات کا پابند بنانا کہ وہ مال صرف ادھار دینے والے آڑھتی کے پاس لائے، درست ہے؟

۲۔ کیا اپنے پیسوں کی وصولی کے لیے مذکورہ بالا طریقہ کار شرعاً جائز ہے؟

(جواب منسلک ہے)



الجواب حامدًا ومصلياً

﴿۱﴾..... واضح رہے کہ قرض دینا ایک نیک کام ہے، اور ثواب کی چیز ہے، جس پر احادیث میں بڑے ثواب کا وعدہ ہے، اس پر کوئی نفع وصول کرنا شرعاً سود ہے جو کہ ناجائز اور حرام ہے۔ اور قرض کے ساتھ کسی اور چیز کی شرط لگانا بھی درست نہیں۔

مسئلہ صورت میں زمیندار کو قرض دیتے ہوئے آڑھتی کا یہ شرط لگانا کہ اپنا مال فروخت کے لئے ہمارے پاس لانا، درست نہیں، جس کی پابندی زمیندار پر لازم نہیں، بلکہ وہ آزاد ہے خواہ اس کے ذریعہ مال بکوائے یا کسی اور کے ذریعہ۔ اور اگر زمیندار اپنا مال اسی آڑھتی کے پاس لائے، اور وہ آڑھتی، زمیندار سے سستے داموں وہ مال خریدے یا اگر کسی اور کو بکوائے تو زیادہ کمیشن وصول کرے، تو یہ سود ہونے کی وجہ سے ناجائز اور حرام ہے، جس سے بچنا لازم ہے۔

لیکن اگر آڑھتی ثمن مثل پر ہی زمیندار کا مال خریدے، اور دوسرے کو فروخت کرنے کی صورت میں عرف کے مطابق ہی کمیشن وصول کرے، تو اس صورت میں سود تو نہیں، البتہ قرض کے ساتھ اس کی شرط لگانا درست نہیں، اس سے اجتناب کیا جائے، شرط کے بغیر اگر زمیندار خود سے آڑھتی کے پاس آئے یا اس کا مستقل گاہک ہونے کی وجہ سے آئے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

فی المبسوط للسرخسی: (باب القرض والصرف، ج ۴، ص ۴۰)

إذا اشترى يبع على أن يقرضه فهذا فاسد لنهي النبي صلى الله عليه وسلم عن بيع وسلف ولنهي صلى الله

عليه وسلم عن بيع وشرط. والمراد شرط فيه منفعة لأحد المتعاقدين لا يقتضيه العقد وقد وجد ذلك.

﴿۲﴾..... قرض شرعاً چونکہ تاویل (یعنی مدت مقرر کرنے) کو قبول نہیں کرتا، اس لئے آڑھتی وقت سے پہلے بھی اس کا تقاضا کر سکتا ہے، لیکن اس طرح کرنا اخلاقاً درست نہیں۔ اور دوسرے آڑھتی کے ذریعے اپنا قرض وصول کرنے کا جو طریقہ پہلے آڑھتی نے اختیار کیا، یہ اگرچہ جائز ہے، لیکن اخلاقی طور پر اچھا نہیں۔

فی المبسوط للسرخسی: (باب البيع بالفلوس، ج ۴، ص ۳۳)

لا يجوز الأجل في القرض معناه: أنه لو أجله عند الإقراض مدة معلومة أو بعد الإقراض لا

يثبت الأجل وله أن يطالبه به في الحال.----- واللهم سبحانك وتعالى أعلم

الطهنازید
آصف نوید

دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی

۵ ربیع الاول ۱۴۳۵ھ

۷ جنوری ۲۰۱۴ء

